حضرت کعبؓ بن مالک......صاحبِ سیف وقلم

ڈاکٹر شمیم روشن آرا ☆

Hazrat Ka'ab -Bin- Malik is called the poet of the prophet Hazrat Mohammad (PBUH). He is one of the three poets of the prophet. He had been blessed with honour of defending the prophet by sword and pen. He was a genius poet. He had acquired fame for his poetry in his youth. Hazrat Muhammad (PBUH) praised his poetry. He often liked to hear it. Once he appreciated Ka'ab's poetry and said:

هذا اشد عليهم من وقع النبل

He had to face a boy cott of Muslims and the prophet (PBUH) as punishment of not joining the battle of Tabuk. He faced this predicament with patience, therefore Allah agreed with him and pardoned him through a verse. Although he was a careful narrator of hadith Like his other companions yet he narrated eighty hadiths, These are included in all hadiths books i.e. Masanid, Sunan and Sihah etc.

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جلیل القدر صحابی اور مشہور شاعر تھے۔ انہوں نے زمانہ جاہلیت کے ساتھ ساتھ اسلام کے زمانہ میں بھی شہرت حاصل کی اور شاعر رسول کے معزز لقب تک پہنچے۔ اسی لیے ابن کثیر نے آپؓ کو ''شاعر اسلام'' (۱)، الجمعی نے ''شاعر مجید (۲) اور ابن سیرین نے آپؓ کو ''شاعر رسول'' (۳) کے القاب سے نوازا ہے چونکہ آپ بیک وقت صاحب سیف بھی تھے اور صاحبِ قلم بھی شاعر رسول بھی تھے اور مرد میدان بھی، شاعری پر عبور کے ساتھ ساتھ طریق حرب میں بھی مہارت رکھتے تھے، اس لیے آپؓ کو صاحب سیف وقلم کہا جاتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے ہجرت بھی مدینہ تھی جس میں کعب رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی اور شاعر رسول کی ولادت باسعادت ہوئی۔ ہجرت نبوی سے ستائیس برس قبل جب کہ مدینہ میں

☆ ایڈیٹر کم لیکچرر، اردو انسائیکلو پیڈیا آف اسلام، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

قبائلی جنگیں اور لڑائیاں عروج پر پہنچی ہوئی تھی، بنوسلمہ کے گھر لیلی بنت زید بن ثعلبہ کے بطن سے وہ ولد سعید پیدا ہوا جس کے صدق وصفا نے ان کو کمال عروج پر پہنچا دیا اور صدق کی وجہ سے ان کی اس قدر تعریف ہوئی کہ پھر ان کو کسی تعریف کی ضرورت نہیں رہی۔ اس پر حضرت کعب رضی اللہ عنہ ساری عمر فخر کرتے رہے۔

ایک اور روایت کے مطابق ۲۵ برس قبل ہجری ۵۹۷ء میں اس دنیا میں تشریف لائے (۴)۔ جاہلیت کے زمانہ میں آپؓ کی کنیت ابو بشیر (۵) تھی۔ جس کو بدل کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو عبداللہ (۶) کر دی۔ خیال ہے چونکہ بشیر ونذیر سرور کائنات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مخصوص ہیں اس لیے آپؐ نے ان کی کنیت بدل دی۔ اس کے علاوہ ان کی کنیت ابو عبدالرحمٰن اور ابو محمد بھی بتائی جاتی ہے (۷)۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ قبیلہ خزرج کی ایک شاخ بنوسلمہ سے تعلق رکھتے تھے۔ یہ خاندان شاعروں کا تھا ان کے والد مالک بن کعب بھی شاعر تھے، ان کے چچا قیس بن ابی کعبؓ بھی شاعری کرتے تھے، ان کا خاندان شعر وشاعری میں مشہور تھا۔ پاکیزگی وشرافت اس خاندان کا خاصہ ہے۔ شرافت حضرت کعب رضی اللہ عنہ کو ورثہ میں ملی تھی۔ حق تعالیٰ جل شانہ اپنے خاص بندوں کو مخلوق میں مقبول ومحبوب بنا دیتا ہے۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ کا بچپن مدینہ میں گذرا اور آپ خلقی اور فطری طور پر شاعرانہ صلاحیتوں کے باوجود لغویات وخرافات سے دور تھے۔ سادگی واخلاق حسنہ کا نمونہ تھے۔ فطرتاً پاکیزہ اوصاف والے جوان تھے۔ آپؓ بصیرت وفراست ایمانی سے بہرور تھے۔ اس لیے اسلام قبول کرنے کے بعد آپؓ کی مخفی صلاحیتوں نے اجاگر ہونا شروع کیا اور ایک وقت ایسا آیا کہ آپؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جلیل القدر صحابی، شاعر رسول اور جانثار بن گئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع کا کام آپؓ کے سپرد ہوا تو وہ فطری وخلقی صلاحیتیں تعلیمات اسلام سے مزین ہو کر سامنے آئیں جو بچپن سے آپ میں موجود تھیں۔

زمانہ جاہلیت میں بھی حضرت کعبؓ بن مالک شاعری میں شہرت حاصل کر چکے تھے۔ ان کی شاعری کی شہرت مدینہ سے تین سو میل دور مکہ میں بھی پہنچ چکی تھی۔ جب آپؓ براءؓ بن معرور کے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس

رضی اللہ عنہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپؓ کا تعارف کرایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نام سنتے ہی پوچھا ''الشاعر'' یعنی شاعر، (۸) یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے نام سنتے ہی پہچان لیا کہ یہ مدینہ کے مشہور شاعر ہیں۔ بیعت عقبہ ثانیہ کے موقع پر جن لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر اپنی جان اور مال سے زیادہ حفاظت کی بیعت کی ان میں حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کو پہلی جمعہ کی نماز میں شرکت کا اعزاز بھی حاصل ہے ابن سیرین سے روایت ہے کہ ابھی نماز جمعہ کا حکم نازل نہیں ہوا تھا اور نہ ہی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تھے۔ حضرت مصعبؓ مدینہ میں تبلیغ کا کام کر رہے تھے۔ مدینہ کے مسلمانوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ ایک دن جمع ہو کر نماز ادا کیا کریں اور اس کے لیے جمعہ کا دن مقرر فرمایا۔ سب سے پہلے جمعہ کی نماز بقیع الخصمات میں ادا کی گئی۔ اس کی امامت حضرت اسعدؓ بن زرارہ نے کی۔ اس میں چالیس افراد نے شرکت کی جس میں حضرت کعبؓ بن مالک انصاری بھی شامل تھے۔ اللہ تعالیٰ کو انصار کی یہ ادا اس قدر پسند آئی کہ جمعہ کی نماز تمام مسلمانوں پر فرض کر دی۔ اس واقعہ کی روایت حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے برخوردار عبدالرحمٰن نے بھی کی ہے (۹)۔

سرور کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام ہجرت کر کے مدینہ آ گئے اور سکون سے دین اسلام کی تبلیغ کرنے لگے۔ قریش مکہ یہ برداشت نہ کر سکے اور مدینہ کے منافقوں کے ساتھ ساز باز کرنے لگے۔ مدینہ کے یہودی بھی ان کے ساتھ مل گئے اور مسلمانوں کو دھمکیاں دینے لگے۔ کفار مسلمانوں کو مٹانے کے درپے ہو گئے۔ لہٰذا مسلمان بھی ان سے مقابلہ کے لیے تیار ہو گئے۔ انہی بہادر صحابہ میں حضرت کعبؓ بن مالک بھی شامل تھے جو بیک وقت صاحب سیف بھی تھے اور صاحبِ قلم بھی، شاعر رسول بھی تھے، بہادر سپاہی بھی، ہر طریق حرب میں مہارت رکھتے تھے۔ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

انت تحسن صناعة الحرب. (۱۰)

تم لڑائی کے فن سے اچھی طرح واقف ہو

جاہلیت کے زمانہ میں اوس اور خزرج کی لڑائیوں میں شرکت کی اور اسلام لانے کے بعد غزوات

میں شریک رہے۔ ان کے غزوہ بدر میں شرکت پر اختلاف ہے لیکن صحیح بخاری میں انہی سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے لیلۃ العقبہ میں شریک ہونے کی سعادت نصیب فرمائی جس کو بدر پر فضیلت حاصل ہے(۱۱)۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے غزوہ بدر اور تبوک کے سوا تمام غزوات میں شرکت کی۔ ۸ شوال ۳ھ کو احد کے میدان میں مسلمانوں اور کفار کے درمیان غزوہ احد ہوئی۔ حضرت کعبؓ بہت جوش وخروش سے لڑ رہے تھے ایسے میں ابن قمیہ اللیثی نے حضرت مصعب بن عمیر کو شہید کر دیا۔ ان کی شکل حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کافی ملتی تھی۔ اس لیے کفار نے مشہور کر دیا کہ نعوذ باللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے۔ یہ خبر سنتے ہی مسلمانوں کے ہوش اڑ گئے۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ اس خبر سے سخت رنجیدہ ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو زخمیوں اور شہیدوں میں تلاش کر رہے تھے کہ اس جگہ پہنچے جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے۔ حضرت کعبؓ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی آنکھوں سے پہچانا جو خود کے نیچے سے چمک رہی تھی۔ آپؓ نے مسلمانوں کو پکارنا شروع کیا۔ ''یامعشر المسلمین البشروا فھذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم'' (۱۲)۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو پکارتے سنا تو ان کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ پھر حضرت کعب رضی اللہ عنہ کو اپنے پاس بلایا اور ان کی زرہ خود پہن لی اور اپنی زرہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ کو پہنا دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زرہ کا رنگ زرد تھا۔ دونوں زرہوں کا حجم برابر تھا لیکن رنگ مختلف تھا(۱۳)۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ کی آواز چونکہ مسلمانوں تک پہنچ چکی تھی اس لیے مسلمانوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بڑھنا شروع کیا۔ آپؓ ساری زندگی اس بات پر فخر کرتے رہے کہ غزوہ احد میں رسول اللہؐ کی زندگی کی بشارت سب سے پہلے انہوں نے مسلمانوں تک پہنچائی۔ غزوہ احد میں حضرت کعب اس قدر جوش وخروش سے لڑے کہ اپنے سر پیر کا ہوش نہ رہا۔ اس دن جسم پر گیارہ زخم آئے (۱۴)۔ ایک اور روایت کے مطابق ستر زخم آئے چونکہ ان کے جسم کا ظاہری حصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا تھا اس لیے وہ مشرکین کے تیروں کا نشانہ بنے (۱۵)۔

غزوہ احد کے دن ابن قمیہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خود پر تلوار سے وار کیا تھا، جس کے باعث خود کی کڑیاں آپؐ کے رخسار مبارک میں پیوست ہو گئیں اور رخ انور خون سے تر ہو گیا چونکہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ کو رسول کریمؐ سے شدید محبت تھی، انہوں نے جب رسول اللہؐ کے زخمی ہونے کی خبر سنی تو اپنا منہ بھی زخمی کر لیا(۱۶)۔

حضرت کعبؓ بن مالک کی غزوہ حمراء الاسد میں بھی شرکت کی روایت ملتی ہے جو اس طرح بیان کی جاتی ہے۔غزوہ احد میں بنوسلمہ کے چالیس آدمی زخمی ہو گئے تھے۔ان میں حضرت کعبؓ بن مالک بھی شامل تھے،ان کو گیارہ دوسری روایت کے مطابق ستر زخم آئے تھے لیکن جب رسول اللہؐ نے فرمایا نکلو اور لڑائی لڑو تو بنوسلمہ کے لوگ غزوہ حمراء الاسد میں شریک ہونے سے کسی سے پیچھے نہیں رہے۔اس اثنا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر بنوسلمہ کے زخموں پر پڑی جو غزوہ احد میں ان کو لگے تھے تو انہوں نے فرمایا

"اللھم ارحم بنی سلمہ" (۱۷)

واقدی کی کتاب ''کتاب المغازی'' میں حضرت کعبؓ کی غزوہ خندق میں شرکت کی ایک روایت بیان کی گئی ہے کہ جس دن سب مسلمان رسول اللہؐ کے ہمراہ خندق کھود رہے تھے۔ان میں حضرت کعب بن مالک بھی شریک تھے اور رجز پڑھ رہے تھے (۱۸)۔آپؓ خیبر اور طائف کے غزوات میں بھی شریک ہوئے لیکن ان کی زیادہ شہرت غزوہ تبوک کے موقع پر سچ بولنے کی وجہ سے ہوئی۔اس غزوہ میں ان سے غفلت ہوئی لیکن وہ رسول کریمؐ کے سامنے جھوٹ نہیں بولے اور ہر بات سچ سچ بیان کر دی۔اللہ تعالیٰ کو ان کی یہ صداقت اس قدر بھائی کہ قرآن کریم کی آیات میں آپ رضی اللہ عنہ کی معافی کا اعلان ہوا جو یقیناً ایک بہت بڑا اعزاز ہے۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ اور غزوہ حنین سے فارغ ہوئے اس وقت جزیرۃ العرب کے اہم حصے مسلمانوں کے قبضے میں آ چکے تھے اور مشرکین مکہ سے مسلسل جنگوں کے بعد اب کچھ اطمینان نصیب ہوا تھا مگر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما کر **لیظھرہ علی الدین کلہ** مسلمانوں کو پورے عالم کی فتوحات کی خوشخبری دے دی پھر وہ کس طرح سکون سے بیٹھتے۔ملک شام کے تاجروں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی کہ شاہ روم ہرقل نے اپنی فوجیں تبوک کی سرحد پر جمع کر دی ہیں اور فوجوں کو پیشگی ایک سال کی تنخواہیں دے دی ہیں۔عرب کے بعض قبائل بھی اس کے ساتھ مل گئے ہیں اور ان کا ارادہ اچانک مدینہ پر حملہ کرنے کا ہے۔یہ شدید گرمی کا زمانہ تھا اور مدینہ کے لوگ زیادہ تر زراعت پیشہ تھے۔ان کی کھیتیاں اور باغات کے پھل پک رہے تھے اور اس پر پورے سال کی تجارت و معاش کا انحصار تھا مگر دوسری طرف حق و باطل کا معرکہ سامنے تھا۔یہ معرکہ اس لیے اہم تھا کہ پہلے تمام جنگیں عربوں سے لڑی گئی تھیں مگر اب ہرقل کی تربیت یافتہ فوج سے مقابلہ تھا اس لیے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام

مسلمانوں کو جہاد میں شرکت کا حکم دیا اور کچھ آس پاس کے قبائل کو بھی شرکت کی دعوت دی۔

یہ اعلان سچے مومنوں کے لیے ایک سخت امتحان تھا جب کہ منافقوں کے لیے ایک تازیانہ۔

قرآن مجید میں ان تمام طبقات کا ذکر کیا گیا ہے۔ارشاد ہوتا ہے۔

ایک وہ گروہ تھا جو بلاتردد جہاد کے لیے تیار ہو گیا۔دوسرے وہ لوگ تھے جنہوں نے ابتداء میں کچھ تردد کیا اور پھر چلنے کے لیے تیار ہو گئے۔ان دونوں کے بارے قرآن کریم میں آتا ہے۔

الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنم بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ.

وہ لوگ قابل مدح ہیں، جنہوں نے سخت تنگی کے وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کیا بعد اس کے کہ ان میں سے ایک فریق کے قلوب لغزش کرنے لگے تھے۔

تیسری قسم ان لوگوں کی تھی جو کسی عذر کی بنا پر اس جہاد میں شریک نہ ہو سکے۔اس میں کمزور اور بیمار لوگ شامل تھے۔

چوتھی قسم ان لوگوں کی تھی جو باوجود کوئی عذر نہ ہونے کے کاہلی کے سبب جہاد میں شریک نہیں ہوئے۔ان کے متعلق کئی آیات نازل ہوئیں۔

وآخرون اعترفوابذنوبهم. (۲۰)

اور کچھ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنی خطا کا اعتراف کیا۔

وآخرون مرجون لامرالله. (۲۱)

اور کچھ لوگ وہ ہیں جن کا معاملہ خط کے حکم آنے تک ملتوی ہے۔

وعلى الثلاثة الذين خلفوا. (۲۲)

اوران تین شخصوں کے حال پر بھی (توجہ فرمائی) جن کا معاملہ ملتوی چھوڑ دیا گیا۔

چھٹا طبقہ ان منافقین کا تھا جو جاسوسی اور شرارت کے لیے مسلمانوں کے ساتھ ہو لیا۔

غزوہ کے لیے لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر تیاری شروع کر دی۔حضرت کعبؓ بن مالک روزانہ صبح کو فیصلہ کرتے کہ اب تیاری کر لینی چاہیے لیکن پھر کوئی کام پڑ جاتا کہتے کہ میں جب چاہوں گا تیاری کر لوں گا۔اس طرح ان سے تساہل ہوتا رہا یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمان غزوہ تبوک کے لیے روانہ ہو گئے۔انہوں نے سوچا کہ میں دو ایک دن میں تیاری کر کے ان سے جاملوں گا۔لیکن ان سے مسلسل تساہل ہوتا رہا۔رسول اللہؐ نے ان کو راستہ میں یاد نہیں کیا۔جب تبوک

پہنچ گئے تو فرمایا کعبؓ بن مالک کا کیا ہوا۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک سے واپسی کا ارادہ فرما چکے تو ان کو یہ فکر ہوئی کہ کون سا عذر پیش کریں کہ بچ جائیں خود فرماتے ہیں کہ ''مجھ سے باطل زائل ہو گیا اور میں نے سمجھ لیا کہ سچائی کے سوا بچ نہیں سکوں گا۔'' (۲۳) لہٰذا انہوں نے سچ بولنے کا ارادہ کر لیا۔ جب آپ واپس تشریف لائے اور مسجد میں تشریف فرما ہوئے تو تخلف کرنے والے لوگ قسمیں کھا کھا کر معذرت کرنے لگے۔ ان لوگوں کی تعداد اسی اور نوے کے درمیان تھی۔ رسول اللہؐ ان کے اظہار و ایمان کو قبول فرماتے اور ان کے لیے دعائے مغفرت کرتے۔ آخر کعبؓ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی ''یارسول اللہ! خدا کی قسم، اگر میں دنیا والوں میں آپؐ کے سوا کسی اور کے پاس بیٹھا ہوتا تو یہ مناسب سمجھتا کہ اس کے غصہ سے کسی عذر کے ذریعہ بچ جاؤں اور مجھے خصومت کرنا بھی خوب آتی ہے لیکن خدا کی قسم مجھے معلوم ہے کہ اگر میں آج آپؐ سے جھوٹ بولا تاکہ آپ مجھ سے خوش ہو جائیں تو فوراً اللہ تعالیٰ آپ کو مجھ پر غصہ دلا دے گا اور اگر میں سچ سچ بتا دوں گا تو اس کے باعث آپ مجھ سے رنجیدہ ہو جائیں گے۔ میں اسی میں اللہ تعالیٰ سے اچھے انجام کی امید کرتا ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ مجھے کوئی عذر نہ تھا۔ خدا کی قسم میں اتنا مضبوط اور فارغ البال کبھی نہ تھا، جتنا اس وقت تھا جب میں نے آپؐ سے تخلف کیا (۲۴)۔ ان کی گفتگو سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم نے سچ کہا ہے بہر حال اب تو جاؤ اور دیکھو اللہ تعالیٰ تمہارے بارے میں کیا فیصلہ کرتا ہے۔

حضرت کعبؓ کے ساتھ دو آدمی اور بھی تھے جن کے بارے میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی کہا۔ ایک قبیلہ بنو عمرو ابن عوف کے مرارہ بن ربیع اور دوسرے بلال بن ابوامیہ واقفی تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو ان تینوں سے بات کرنے سے منع فرما دیا تھا۔ چنانچہ لوگوں نے ان سے کلام کرنا چھوڑ دیا۔ خود حضرت کعبؓ بن مالک فرماتے ہیں ''یہاں تک کہ میرے لیے یہ سرزمین بالکل اجنبی ہو گئی اور میں خود اپنے لیے اجنبی ہو گیا۔ یہ وہ زمین ہی نہ تھی جس کو میں پہچانتا تھا۔ ہم پر پچاس راتیں اسی طرح گذر گئیں۔'' (۲۵)

مرارہ بن ربیع اور ہلال بن امیہ تو گھر بیٹھ گئے لیکن حضرت کعبؓ بن مالک جوان تھے اس لیے گھر سے باہر نکلتے بازاروں میں گھومتے لیکن کوئی بھی ان سے بات نہ کرتا۔ رسول اللہؐ کی خدمت میں بھی حاضر ہوتے۔ جس وقت آپ نماز کے بعد تشریف فرما ہوتے۔ کعبؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہی

نماز پڑھتے اور آپ کی طرف چور نگاہوں سے دیکھتے۔ جب نماز میں مصروف ہوتے تو رسول کریمؐ ان کی طرف نگاہ ڈالتے اور جب آپ کی طرف متوجہ ہوتے تو اعراض فرما لیتے۔ یہاں تک کہ مسلمانوں کی یہ سرد مہری طول پکڑ گئی۔

ایک دن صبح کے وقت حضرت کعبؓ بازار میں چلے جا رہے تھے کہ دیکھا ایک قبطی جو شام کے علاقہ کا تھا اور مدینہ آ کر گندم بیچتا تھا۔ کعبؓ کے متعلق پوچھ رہا تھا۔ لوگوں نے اشارہ کر کے اس کو بتایا۔ اس نے کعبؓ کو شاہ غسان کا ایک خط دیا جو ریشمی کپڑے کے ایک ٹکڑے پر لکھا گیا تھا اس کا مضمون یہ تھا۔

''امابعد ہمیں معلوم ہوا ہے کہ تمہارے ساتھی (نبی کریمؐ) نے سرد مہری کی ہے اور اللہ نے تمہیں ذلت و تباہی کی جگہ نہیں رکھا، اس لیے تم یہاں آ کر مجھ سے ملو میں تمہارے لیے معاش اور روزی میں حصہ رسدی کا انتظام کروں گا۔'' کعبؓ بن مالک نے کہا ''جب میں نے یہ خط پڑھا تو سوچا یہ بھی ایک مصیبت اور آزمائش ہے۔ جس گردش میں میں پڑا ہوں اس نے مجھے یہاں تک پہنچا دیا کہ اہل شرک میں سے ایک شخص مجھے اپنا بنا لینے کے درپے ہے۔'' کعبؓ بن مالک نے یہ خط تنور میں ڈال دیا۔ پچاس راتوں میں سے چالیس اسی طرح گذر گئیں۔ ایک دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قاصد کعبؓ کے پاس آیا اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ اپنی بیوی سے علیحدگی اختیار کر لو انہوں نے پوچھا ''بیوی کو طلاق دے دوں'' کہا نہیں بلکہ اس سے الگ رہو اور اس کے قریب مت جاؤ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصد نے باقی دونوں کو بھی یہی حکم دیا۔ ہلال بن امیہ کی بیوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئی اور عرض کیا ''یا رسول اللہ ہلال بالکل بوڑھے آدمی ہیں، ان کے پاس کوئی خادم بھی نہیں۔ کیا آپؐ یہ ناپسند فرمائیں گے کہ میں ان کی خدمت کر دیا کروں۔ آپ نے فرمایا نہیں نہیں لیکن تم اس کے قریب مت جاؤ۔ بیوی بولی خدا کی قسم جب سے ان کا یہ معاملہ ہوا ہے برابر روتے ہی رہتے ہیں اور آج تک رو رہے ہیں اور مجھے تو ان کی بصارت زائل ہونے کا اندیشہ ہے۔

کعبؓ بن مالک کو بعض اہل خانہ نے کہا کہ تم بھی اپنی بیوی کے لیے اجازت لے لیتے، آخر بلال بن ربیع کی بیوی کو ان کی خدمت کے لیے اجازت مل گئی ہے۔ کعبؓ بن مالک نے جواب دیا کہ میں اجازت نہیں مانگوں گا۔ معلوم نہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیا حکم صادر فرما دیں پھر میں جوان آدمی ہوں۔ اس کے بعد دس روز تک تینوں اسی حالت میں رہے۔ اپنی حالت بیان کرتے ہوئے کعبؓ کہتے ہیں ''میں نے

اپنے گھر کی چھت پر پچاسویں رات کی صبح کو نماز اس حالت میں پڑھی جو اللہ تعالیٰ نے بیان کی۔ زمین باوجود وسیع ہونے کے ہم پر تنگ ہوگئی تھی اور میرا دم گھٹ رہا تھا۔ میں نے ایلو ے کے ایک درخت کی پشت پر ایک خیمہ بنالیا تھا اور اسی میں موجود تھا کہ درخت کی پشت پر سے آواز لگانے والے کی بھرپور آواز سنی وہ کہہ رہا تھا ''کعبؓ بن مالک، تیرے لیے خوشخبری ہے۔'' یہ سن کر میں سجدہ میں گر گیا کیونکہ میں سمجھ گیا تھا، معافی ہوگئی ہے (۲۷)۔'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب صبح کی نماز ادا کی تو اس وقت لوگوں کو بتایا کہ اللہ کی طرف سے تینوں کی بخشش اور معافی ہوگئی ہے۔ یہ سن کر لوگ تینوں کو خوشخبری دینے کے لیے دوڑ پڑے۔ بنو اسلم کا ایک آدمی کعب کے پاس خوشخبری لے کر آیا تو انہوں نے اپنے دونوں کپڑے اتار کر اسے پہنا دیے (وہ شخص حمزہ بن عمرو ہیں) اس وقت یہ دو کپڑے ہی ان کے پاس تھے، خود کسی سے مستعار لے کر پہنے۔ پھر مسجد کی طرف چلے جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے۔ کہتے ہیں ''جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا تو مجھ سے فرمایا (اور اس وقت آپ کا چہرہ مبارک چاند کی طرح چمک رہا تھا) جب سے تمہاری ماں نے تمہیں جنم دیا اس وقت سے جتنے دن گزرے ہیں ان میں سب سے بہتر دن کی تمہیں خوشخبری دیتا ہوں۔ میں نے پوچھا یا رسول اللہ! آیا اپنی جانب سے یا اللہ کی جانب سے؟ فرمایا ''اللہ کی جانب سے'' مزید کہتے ہیں ''اس وقت آپ کا چہرہ مبارک چاند کا ٹکڑا معلوم ہو رہا تھا اور ہم آپؐ کی یہ چیز پہچانتے تھے۔ جب میں سامنے بیٹھ گیا تو عرض کیا: یا رسول اللہؐ! اللہ سے میری توبہ اور میری معافی کا ایک حصہ یہ ہے کہ میں اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے صدقہ کرتے ہوئے اپنے مال و جائیداد سے چھٹکارا حاصل کرلوں۔ فرمایا اپنی کچھ جائیداد اپنے لیے روک لو تمہارے لیے یہی بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا خیبر میں جو میرا حصہ ہے۔ اسے میں روک لیتا ہوں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سچائی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مجھے نجات دی۔ اللہ سے میری توبہ کا یہ اثر ہونا چاہیے کہ میں جب تک زندہ رہوں سچ ہی بولتا رہوں۔ جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس چیز کا ذکر کیا۔ اس وقت سے خدا کی قسم! کسی بھی ایسے آدمی کو جسے سچائی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آزمائش میں ڈالا ہو۔ میں نے اپنے سے افضل نہیں پایا۔

خدا کی قسم! جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سچ بولا اس وقت سے آج تک ایک مرتبہ بھی جھوٹ بولنے کا ارادہ نہیں کیا اور مجھے قوی امید ہے کہ اللہ بقیہ زندگی میں بھی مجھے اس سے محفوظ

رکھے گا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ خدا کی قسم اللہ تعالیٰ نے جب سے مجھے اسلام کے سیدھے راستے پر لگایا۔ ایسی نعمت سے کبھی سرفراز نہیں فرمایا جو میرے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سچ بولنے کی نعمت سے بڑی ہو۔ میں اس وقت بالکل جھوٹ نہیں بولا، ورنہ اس طرح ہلاک ہوجاتا جس طرح وہ لوگ ہوگئے جو جھوٹ بولتے تھے۔ چنانچہ اللہ تبارک تعالیٰ نے اس سلسلے میں وحی نازل فرمائی تو جھوٹ بولنے والوں کے لیے اتنے سخت الفاظ فرمائے کہ اس سے زیادہ کسی کے لیے نہیں فرمائے۔ فرمایا۔

سیحلفون باللہ لکم اذا نقلبتم الیھم(۲۸).

کعب رضی اللہ عنہ کی توبہ قبول ہونے کی تمام مسلمانوں کو اس قدر خوشی تھی کہ جب ان کی توبہ کے متعلق وحی نازل ہوئی تو ام المومنین حضرت ام سلمہؓ نے کہا کہ آپ کعبؓ کو اس کی خوشخبری کیوں نہیں دیتے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس کو سن کر لوگ ہمیں گھیر لیں گے اور سونے بھی نہیں دیں گے۔

اس واقعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت کعبؓ بن مالک زیادہ سچ بولنے والے، ایمان کے پکے، اللہ تعالیٰ اور حضرت محمد کے اطاعت گذار تھے۔ صدق و راستی حضرت کعبؓ بن مالک کا خاص وصف تھا۔ اسلام لانے سے پہلے اور خصوصاً اسلام لانے کے بعد آپؓ نے صدق کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔ غزوہ تبوک کے موقع پر جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے معافی کا اعلان ہوا تو کبھی نہ جھوٹ بولنے کی قسم کھائی خود فرماتے ہیں۔

واللہ ماتعمدت کذبة منه ذکرت ذلک لرسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم الی هذا وإنی لأ رجو أن یحفظنی اللہ فیما بقی.(۲۹)

خدا کی قسم اللہ تعالیٰ نے جب سے مجھے اسلام کے سیدھے راستہ پر لگایا ایسی نعمت سے کبھی سرفراز نہیں فرمایا جو میرے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سچ بولنے کی نعمت سے بڑی ہو۔ میں اس وقت بالکل جھوٹ نہیں بولا ورنہ اس طرح ہلاک ہوجاتا جس طرح وہ لوگ ہوگئے جنہوں نے جھوٹ بولا تھا۔

سچائی سے محبت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسی خاصیت دی تھی کہ آپ سچ اور جھوٹ کو فوراً پہچان لیتے تھے۔ محمد ادریس کاندھلوی صاحب اپنی کتاب ''حجیت حدیث'' میں لکھتے ہیں (۳۰)۔

حضرت کعبؓ بن مالک صحابی کو اللہ تعالیٰ نے ایسی ایمانی فراست عطا کی تھی کہ نابینا ہونے کے بعد ان کا یہ حال تھا کہ جب کوئی شخص ان کے سامنے جھوٹ بات کہتا تو یہ فرماتے خاموش رہ میں تیرے منہ سے جھوٹ کی بدبو محسوس کرتا ہوں۔ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ جب کوئی جھوٹ بات

سنتے فوراً پہچان لیتے اور فوراً اس کی تکذیب کرتے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے فیض سے صحابہ کرام کے ایمان اس قدر پختہ ہو چکے تھے کہ برے سے برے حالات میں بھی ان کو ایمان سے ہٹایا نہیں جا سکتا تھا۔ صحابہ کرام تنگدست اور مشرکین دولت مند تھے۔ مشرکین کے پاس دولت ایسا ہتھیار تھا جس کو وہ صحابہ کرام کے خلاف استعمال کر سکتے تھے لیکن رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے ان کے ایمان اس قدر مضبوط ہو گئے تھے کہ کوئی ہتھیار ان کے ایمان کو کمزور نہیں کر سکتا تھا۔ ان صحابہ میں حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ جب غزوۂ تبوک میں شریک نہ ہونے پر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان سے ناراض ہو گئے اور تمام مسلمانوں کو حکم دیا کہ ان سے کسی قسم کا رابطہ نہ رکھیں۔ ایسے میں شاہِ غسان نے ان کو خط لکھا کہ ''تم بہت عزت والے آدمی ہو۔ تمہارا آقا تم سے اچھا سلوک نہیں کر رہا۔ تم میرے پاس چلے آؤ۔ ہم تمہارے ساتھ اچھا سلوک کریں گے۔ اس وقت اگر حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ چاہتے تو ان کے قدموں میں دولت کے ڈھیر لگ سکتے تھے لیکن انہوں نے اسلام پر مالی دولت کو فوقیت نہیں دی بلکہ اس کے برعکس یہ سوچ کر آبدیدہ ہو گئے کہ اب کفار بھی میرے ایمان کو پھیرنے کی کوشش کرنے لگے ہیں۔ اس کے بعد غصے میں وہ خط تنور میں ڈال دیا۔

حضرت کعبؓ بن مالک کو اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شدید محبت تھی۔ اس لیے وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں پیش پیش رہتے اور اپنی جان و مال کی بھی پروا نہیں کرتے تھے۔ اس کی سب سے بڑی مثال یہ ہے کہ غزوۂ تبوک میں نہ جانے پر جو سزا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی اس کو بخوشی منظور کر لیا یہاں تک کہ جب سب مسلمانوں نے ان سے بولنا بند کر دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بیوی کو بھی علیحدہ کرنے کا حکم صادر فرما دیا ایسے حالات میں بھی حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے اطاعت نہ چھوڑی حالانکہ ایسے موقع پر شاہ غسان نے بھی ان کو ورغلانے کی کوشش کی لیکن وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانبردار رہے اور جب اللہ تعالیٰ نے ان کی معافی کا اعلان کیا تو خوشی میں اپنی تمام جائیداد صدقہ کرنے کے لیے تیار ہو گئے۔ بعد میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کہنے سے کچھ رہنے دی۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تین شعراء میں سے ایک شاعر ہونے کا

اعزاز بھی حاصل ہے۔آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش پر مسلمانوں کے رجزیہ کارناموں کا تذکرہ کرتے، دشمنوں کی ہجو کا جواب دیتے اور ساتھ ہی انہیں اپنے اشعار میں تنبیہہ بھی کرتے تھے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے اشعار بہت پسند تھے اور آپ ان کی تعریف فرماتے تھے۔اکثر سفر میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپؓ سے اشعار سننے کی خواہش کرتے تھے۔ ابن سیرین کے مطابق ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اونٹنی کی نکیل کو کھینچا اور فرمایا کعب حدی پڑھیے۔پس کعب رضی اللہ عنہ نے مندرجہ ذیل اشعار پڑھے۔

قضينا من تهامة كل حق
وخيبر ثم اجمعنا السيوفا
نختبرها ولو نطقت لقالت
قواطعهن دوسا او ثقيفا

اسے سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

والذى نفسى بيده بهى اشد عليهم من رشق النبل.(۳۱)

قسم خدا کی ان کی زد ان کے اوپر تیر سے بھی زیادہ سخت ہے

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حق کی دعوت دی تو قریش مکہ ان کے اور مسلمانوں کے خون کے پیاسے ہوگئے لہٰذا مسلمانوں کو مٹانے کے لیے انہوں نے طاقت کا استعمال کیا ساتھ ہی اشعار کے ذریعے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کی ہجو کہنا شروع کی۔کتاب الاغانی میں سماک بن حرب سے روایت ہے کہ "میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا کہ ابوسفیان بن الحارث بن عبدالمطلب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کہتا ہے۔یہ سن پر عبداللہ بن رواحہ کھڑے ہوئے اور کہا "مجھ کو اجازت دیجیے اس معاملے میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو وہی ہے جو تو کہتا ہے۔اللہ تجھ کو ثابت قدم رکھے۔عبداللہ بن رواحہ نے کہا ہاں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں وہی ہوں جو میں کہتا ہوں"۔

فثبت الله ما يعطاك من حسن
تثبيت موسى و نصرا كالذى نصروا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ اس جیسا کیا۔

کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو اجازت دیجیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بس تو وہی ہے جو تو کہتا ہے "ہمت" کہا ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں وہی ہوں جو کہتا ہوں۔

همت سخينة ان تغالب ربها
وليغلبن مغالب الغلاب(۳۳)

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ ان دو صحابہ میں سے ایک ہیں جنہوں نے بیک وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار اور زبان دونوں سے حفاظت کی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت کعب رضی اللہ عنہ کے اشعار اس قدر پسند تھے کہ ایک مرتبہ ان کے گھر تشریف لے گئے اور فرمائش کر کے ان سے اشعار سنے اور پھر ان اشعار کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا:

هذا اشد عليهم من وقع النبل. (۳۴)

کفار پر ان کی زد تیر سے بھی زیادہ سخت ہے

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ قرآن و سنت کی تعلیمات کے مطابق اشعار کہتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جب اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں یہ شعر کہا:

زحمت سخينة ان ستغلب ربها
و ليغلبن مغالب العلاب

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اے کعب تیرا رب نہیں بھولا یا یہ کہا تیرا رب بھولنے والا نہیں ہے اس شعر کو جو تو نے کہا۔

ایک اور روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شعر پر فرمایا:

لقد شكرك الله يا كعب على قولك هذا.

اللہ تعالیٰ تیرا شکر ادا کرتا ہے اے کعب۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کو سالہا سال تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے فیض یاب ہونے کا موقع ملا تھا اس لیے علم و فضل کے لحاظ سے ان کا شمار اکابر صحابہ میں ہوتا تھا۔ بے شک علم حدیث میں انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وافر حصہ پایا تھا مگر پھر بھی وہ حدیث بیان کرنے میں بے حد محتاط تھے ان سے اسی (۸۰) احادیث مروی ہیں (۳۴ الف)۔ الذہبی نے تعداد تیس (۳۰) بتائی ہے (۳۵)۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ احادیث ہر حدیث کی کتاب میں نقل کی گئی ہیں۔ جن میں مسانید، معاجم، سنن، صحاح وغیرہ سب شامل ہیں۔ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نے کتاب و حکمت کی تعلیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پائی تھی۔ اس لیے حضرت کعبؓ نے زیادہ تر احادیث حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست روایت کی ہیں (۳۶)۔ اس کے علاوہ انہوں نے اسید بن حضیر اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث روایت کی ہیں (۳۷)۔ اسی طرح بہت سے لوگوں نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے احادیث روایت کی ہیں۔ ان کی اولاد میں سے عبداللہ، عبیداللہ، عبدالرحمٰن، محمد، معبد، ان کی بیٹی ام عبداللہ بن انیس، ان کے پوتے عبدالرحمٰن بن عبداللہ نے احادیث روایت کی ہیں۔ ان سے صحابہ کی ایک جماعت نے بھی احادیث روایت کی ہیں۔ جن میں عبداللہ بن عباس، جابر بن عبداللہ، ابو امامہ باھلی اور عمرؓ بن کثیر بن افلح جیسے اکابر صحابہ شامل ہیں۔ ابو جعفر باقر، علی بن ابی طلحہ اور عمر بن الحکم بن ثوبان جیسے اکابر تابعین نے بھی آپؓ سے احادیث روایت کی ہیں۔

حواشی

۱۔ الذہبی، شمس الدّین محمد بن احمد بن عثمان: سیر اعلام النبلاء، مصر، دار المعارف ۲: ۲۷۶

۲۔ الجمعی، ابو عبداللہ محمد بن سلام: طبقات الشعراء، مدینہ، مطبعہ بریل ۱۹۱۳ء، ص ۸۶۔

۳۔ ابن قدامہ المقدسی، موفق الدین عبداللہ: الاستبصار فی نسب الصحابۃ من الانصار، دار الفکر، ص ۱۶۰۔

۴۔ فرخ عمر: تاریخ ادب العربی، ۱: ۳۲۳، بیروت دار العلم، ۱۳۸۵ھ/۱۹۶۵ء،

۵۔ ابن حجر العسقلانی: الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ ۳: ۲۸۵، مصر ۱۳۵۸ھ/۱۹۳۹ء

۶۔ الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ ۳: ۲۸۵؛ ابن اثیر: اسد الغابۃ ۴: ۲۴۷، تہران۔

۷۔ الاصابۃ ۳: ۲۸۵؛ اسد الغابۃ ۴: ۲۴۷؛ ابن حجر العسقلانی محمد بن علی: تہذیب التہذیب ۸: ۴۴۰، بیروت، دار صادر، ابن حجر: تہذیب التہذیب، ۸: ۴۴۰

۸۔ ابن ہشام: سیرۃ النبی ۲: ۴۸، دار الفکر

۹۔ ابن کثیر، عماد الدین ابی الفداء اسماعیل بن عمر: البدایۃ والنہایۃ ۳: ۲۲۷، لاہور، پاکستان۔

۱۰۔ عبدالعزیز رفاعی: کعب بن مالک، المکتبہ صغیر ۱۳۹۷ھ/۱۹۷۷ء، ص ۳۷؛ السامی العانی: دیوان کعب بن مالک، قاہرہ ۱۹۶۵ء، ص ۶۱

۱۱۔ الکاندھلوی، حیاۃ الصحابہ، ۱: ۶۹۰، دمشق ۱۹۶۷ء۔

۱۲۔ الطبری، ابو جعفر محمد بن جریر: تاریخ الامم والملوک، ج ۲: ح ۳، دار الفکر ۱۹۷۹ء؛ ابن حزم ابو محمد علی بن احمد: جوامع السیرۃ، مصر، ص ۱۶۲' واقدی، محمد بن عمر: کتاب المغازی، ۱/۲۳۶، مطبعہ جامعۃ آکسفورڈ ۱۹۶۶ء۔

۱۳۔ ابن اثیر، عز الدین ابی الحسن علی محمد بن عبدالکریم الجزری: اسد الغابۃ ۴: ۲۴۷، طہران

۱۴۔ سیر الاعلام النبلاء، ۲: ۳۷۵؛ الصفوی الصلاح خالد بن خلیل بن ایبک: نکت الھمیان فی نکت العصیان مصر ۱۳۲۹ھ/۱۹۱۱ء، ص ۲۲۱؛ نکت الھمیان، ۲۲۱، خزانۃ الادب، ۱: ۲۰؛ الاستبصار، ۱۶۱

۱۵۔ دیوان کعب بن مالک، ۱۷، الاستبصار، ص ۲۳۴

۱۶۔ اردو انسائیکلو پیڈیا، ص ۲۳۴، ۱۱۴۷۔

۱۷۔ دیوان کعب بن مالک، ۶۲؛ کتاب المغازی، ۱ ص ۳۳۵

۱۸۔ کتاب المغازی، ۱: ۴۴۷

۱۹۔ القرآن، ۹: التوبۃ: ۱۱۷

۲۰۔ القرآن، ۹: التوبۃ: ۹۱

۲۱۔ القرآن، ۹: التوبۃ: ۱۰۶

۲۲۔ القرآن، ۹: التوبۃ: ۱۱۸

۲۳۔ ابن ہشام، ابی محمد عبدالملک: سیرۃ النبی، ۴: ۱۸۸، دار الفکر

۲۴۔ ابن ہشام: سیرۃ النبی، ۴: ۱۹۹

۲۵۔ ایضاً، ۴: ۱۹۲

۲۶۔ ابن ہشام: سیرۃ النبی، ۴: ۱۹۱

۲۷۔ ابن ہشام: سیرۃ النبی، ۴: ۱۹۲

۲۸۔ ابن ہشام: سیرۃ النبی، ۴: ۱۹۳۔۱۹۴

۲۹۔ ابن ہشام: سیرۃ النبی، ۴: ۱۹۰

۳۰۔ محمد ادریس کاندھلوی: حجیت حدیث، ص ۹۹

۳۱۔ سامی العانی: دیوان کعب بن مالک، القاہرہ ۱۹۶۵ء، ص ۸۲

۳۲۔ ابوالفرج اصبہانی: الاغانی، بیروت: دار الکتب ۱۹۶۳ء، ۱۶: ۲۳۱

۳۳۔ عبدالعزیز رفاعی: کعب بن مالک، المکتبہ صغیر، ۱۳۹۷ھ/۱۹۷۷ء، ص ۵۱

۳۴۔ احمد عبداللہ خزاجی: خلاصہ تذہیب الکمال فی اسماء الرجال، بیروت المطبوعات الاسلامیہ، ص ۲۱

۳۴۔الف۔ ابن ہشام: سیرۃ النبی، ۳: ۲۹۰؛ السیوطی، جلال الدین: الازھر، ۲: ۱۹۷، مصر؛ ناصر الدین الاسد: مصادر الشعر الجاہلی، الموسۃ المصریۃ العامۃ، ص ۲۱۰۔

۳۵۔ الذہبی، ابوعبداللہ: سیر الاعلام النبلا، مصر دار المعارف

۳۶۔ فرخ عمر: تاریخ ادب العربی، ۱: ۳۲۴؛ تہذیب التہذیب، ۸: ۸۸۰

۳۷۔ تہذیب التہذیب، ۸: ۴۴۰

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆